Iḥyāʾ alʿulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021
PP: 173-197

OPEN ACCESS
Iḥyāʾ alʿulūm
ISSN (Online): 2663-6263
ISSN (Print): 2663-6255
www.joqs-uok..com

تفسیر تبیان القرآن میں فقہ مقارن کا اسلوب

(احکام مہر کے تناظر میں)

The Methodology of Comparative Jurisprudence in Tibyān al-Qur'ān
(In the light of Injunctions for Mehar)

Saleh Naseer
MPhil Islamic Studies, Institute of Islamic Studies, Punjab University Lahore
Dr Saeed Ahmad Saeedi
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Punjab University Lahore
DOI: (https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.115)

Abstract

The exegetical literature which has been written since the era of its compilation exhibits various methodologies and approaches. An important methodology is the interpretation of juristic injunctions. The exegetes especially considered their juristic and rationalistic school of thoughts and preferred their opinions by logical reasoning in interpreting the verses of injunctions. Some commentators expanded the vision of such exegeses by quoting the opinions of scholars, not only belonging to their own sect, but also citing the opinions of scholars of other sects. They endeavored to present relatively detailed comparative study of different school of thoughts which is called Comparative Jurisprudence (Fiqh al-Muqāran). The most prominent example of this methodology in Urdu exegetical literature is Ghulām Rasūl Sa'īdī's Qur'ānic Commentary "Tibyān al-Qur'ān". This exegesis is basically a representative of Fiqh al-Ḥanfī. One of the juristic issues discussed in this commentary is the issue of Mehar (Groom's gift to bride). He cited the dissenting opinions of various jurists about what is Mehar; what should be the amount of Mehar; which commodities can be used as Mehar; in which conditions the amount of Mahar can be changed etc. He tried to prefer a certain opinion out of many. Tibyān al-Qur'ān is a significant

addition to Urdu exegetical literature. This article would analyze the injunctions of Mehar in the light of the most prominent attribute of this exegesis which is Comparative Fiqh.

***Key Words**: Tibyān al-Qur'ān, Ghulām Rasūl Sa'īdī', Fiqh al-Muqāran, Mehar, injunctions*

فقہ مقارن سے مراد ایسی فقہ ہے جس میں کسی ایک شرعی مسئلہ کے بارے میں تقابل، ترجیح اور تطبیق کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے مختلف مذاہب کی آراء کو مع دلائل زیر بحث لایا جائے۔ فقہ مقارن کے حوالے سے اگر برصغیر کے اردو تفسیری ادب کا جائزہ لیا جائے تو اس میں سب سے نمایاں اور منفرد تفسیر تبیان القرآن از علامہ غلام رسول سعیدی (م۲۰۱۶ء/۱۴۳۷ھ)۱ ہے۔ جس میں آیات احکام کی تفسیر میں نہ صرف معروف فقہی مذاہب کی آراء اور ائمہ مذاہب کے موقف کو ان کے دلائل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے بلکہ ان میں تقابل کے بعد تطبیق اور ترجیح کا اسلوب بھی اختیار کیا گیا ہے۔ چونکہ مؤلف حنفی المسلک تھے، اس لیے مقارنہ میں حنفی مذہب کی آراء کو راجح قرار دیا گیا ہے، چہ جائیکہ کہیں کہیں احناف کی آراء سے دلائل کے ساتھ صاحبِ تفسیر نے اختلاف کیا ہے لیکن دوران تفسیر غالب رجحان فقہ حنفی کی ترجیح کا ہے۔ اگر علامہ سعیدی کے تحقیقی کام کا جائزہ لیا جائے تو انہوں نے ۱۲ جلدوں پر مشتمل تبیان القرآن کے نام سے قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ ۱۶ جلدوں میں صحیح بخاری کی شرح "نعمة الباری / نعیم الباری" تصنیف فرمائی۔ "شرح صحیح مسلم" سات جلدوں پر مشتمل مؤلف کا عظیم تصنیفی شاہکار ہے۔ ان کی تصنیفی خدمات میں تذکرۃ المحدثین کے علاوہ چند دیگر کتب بھی شامل ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں قرآن کی ایک اور تفسیر تبیان الفرقان کے نام سے لکھ رہے تھے، جیسے ہی سورۃ یٰسین کی تفسیر کی تکمیل ہوئی خالق حقیقی کو جا ملے۔

ادائیگی مہر کی تاکید پر قرآن وسنت میں کئی دلائل و شواہد موجود ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام مذاہب کے مقابلے میں عورتوں کے حقوق کا محافظ اور ضامن واحد مذہب اسلام ہے۔ یہاں تفسیر تبیان القرآن سے احکام مہر کی تفصیلات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

ا۔ لغوی و اصطلاحی مفاہیم

عربی میں مہر کے مختلف نام استعمال کیے جاتے ہیں لیکن اکثر استعمال ہونے والا لفظ "الصداق" (صاد کے فتح اور کسرہ کے ساتھ ہے) اسی طرح صدقة (صاد کے فتحہ اور دال کے ضمہ) کے ساتھ مستعمل ہے۔

ابو منصور الازہری لکھتے ہیں کہ:

قال الليث: المهر الصداق[2]

اللیث نے کہا: مہر صداق ہے۔

ابن فارس نے صداق کے بارے میں یوں لکھا ہے:

والصداق :صداق المراة، سمى بذلك لقوته وانه حق يلزم -ويقال: صَدَاقٌ وَصُدْقَةٌ وَصَدُقَةٌ[3]

مہر عورت کا حق ہے۔ اسے مرد کی قوت سے بھی موسوم کیا گیا ہے اور یہ حق ہے جو لازم کیا گیا ہے۔ لفظ صداق کو فتحہ

ضمہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔
وھبہ الزحیلی نے نو نام بیان کئے ہیں:

وله اسمائى مهر صداق والصدقة ونحلة واجر وفريضة وحباء وعقر وعلائق ونكاح [۴]

صاحب المنجد رقمطراز ہیں کہ

مهرالمراة اعطاها او جعل لها مهرا:الصداق وهومايجعل للمهراة من المال تنتفع به شرعا وتنفقه معجلااو موجلا [۵]

یعنی مہر یا صداق وہ مال ہے جو عورت سے شرعی فائدہ اٹھانے پر دیا جائے جو جلدی یا تاخیر سے ادا کیا جائے۔
مہر کو نحلہ لفظ سے بھی جانا جاتا ہے جس کے معنی عطیہ کے ہیں جیسا کہ الصحاح میں ہے:

ونحلت المراة مهر ها عن طيب نفس من غير مطالبة [۶]

علامہ سعیدی نے نحلہ معنی بیان کیے ہیں کہ:

نحلہ کا معنی شریعت، فریضہ، ہبہ اور عطیہ بھی ہیں۔ [۷]

جس طرح مہر کے متعلق احکام میں اختلاف ہے اسی طرح مہر کی تعریف میں بھی مذاہب فقہ میں اختلاف موجود ہے۔ مہر کی شرعی تعریف ائمہ کرام نے مختلف انداز سے کی ہے۔
احناف: ائمہ احناف مہر کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

المهر هوا المال الذى يجب فى عقد النكاح على الزوج فى مقابلة البضع اما بالتسمية او بالعقد و عرفه بعض من الحنفيه بان المهر هو ما تستحقه المراة بعقد النكاح او الوطء [۸]

مہر وہ مال ہے جو عقد نکاح میں شوہر پر ملکیت بضع واجب ہوتا ہے۔ خواہ وہ نام لے کر مقرر کر دیا جائے (مہر مسمّٰی) ہو یا جو محض عقد کے ساتھ واجب ہو جاتا ہے (مہر مثل) اور احناف میں سے بعض نے کہا مہر وہ مال ہے جسکی عورت عقد نکاح یا جماع کی وجہ سے مستحق ہوتی ہے۔
مالکیہ: ائمہ مالکیہ مہر کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

بانه مايجعل للزوجة فى نظير الاستمتاع بها [۹]

بیوی سے استمتاع کے بدلے میں اس عورت کے لئے جو مال مقرر ہوتا ہے وہ مہر ہے۔
شوافع: شمس الدین الشربینی مہر کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

بانه ما واجب بنكاح او وطء او تفويت بضع قهراكرضاع ورجوع شهود [۱۰]

وہ مال جو نکاح کرنے یا مباشرت کرنے یا خاوند کو حقوق زوجیت سے جبراً محروم کر دینے کے باعث واجب ہوتا ہے جیسے رضاعت ثابت ہونے اور گواہوں کے رجوع کر لینے کی وجہ سے بیوی کو مہر دینا واجب ہو جاتا ہے۔
حنابلہ: ائمہ حنابلہ مہر کی تعریف اس انداز میں کرتے ہیں:

بانه العوض فى النكاح سواء سمى فى العقد او فرض بعده بتراضى الطرفين او الحاكم او العوض فى

نحو النکاح کوطء الشبهةوالزانی بامة ووطء المکرهة [۱۱]

مہر نکاح کا عوض ہے اس کا نام خواہ عقد کے وقت لیا گیا ہو یا بعد میں فریقین یا حاکم کی رضامندی سے مقرر کیا گیا ہو یا نکاح کی طرح کے امور کے عوض میں جیسے شبہ کے ساتھ جماع یا زبردستی جماع۔

ب۔ ثبوت مہر میں علامہ سعیدی کے دلائل

علامہ سعیدی احکام مہر پر بحث کرنے سے پہلے قرآن وحدیث سے مہر کے ثبوت بیان کرتے ہیں۔

استدلال بالقرآن: مہر کے ثبوت میں علامہ سعیدی درج ذیل تین آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ارشاد ربانی ہے کہ:

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً [۱۲] وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا [۱۳] قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ [۱۴]

استدلال بالحدیث: علامہ سعیدی مہر کے ثبوت میں صحیح بخاری کی دو روایات نقل کرتے ہیں۔ [۱۵]

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کرلیا۔ نبی ﷺ نے اس سے پوچھا تم نے ان کا کتنا مہر مقرر کیا؟ انہوں نے کہا ایک گٹھلی کے برابر سونا۔ آپ نے فرمایا! ولیمہ کرو، خواہ بکری سے۔ [۱۶]

حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے پاس آئی ہوں اور میں نے اپنا نفس آپ کو ہبہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا نظر اوپر اٹھائی پھر نظر نیچے کرلی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔ جب اس عورت نے یہ دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی۔ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو پھر اس سے میرا نکاح کر دیجئے۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:

تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: جاؤ اپنے گھر جاؤ شاید تمہیں کوئی چیز مل جائے وہ گیا پھر واپس آگیا۔ اس نے کہا بخدا مجھے کوئی چیز نہیں ملی۔ آپ نے فرمایا دیکھو خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہو وہ گیا اور واپس آگیا اور اس نے کہا بخدا! لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی لیکن میرے پاس صرف یہ تہبند ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے تہہ بند کا کیا کرے گی؟ اگر تم اس کو پہنو گے تو اس کے پاس کچھ نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کو پہنے گی تو تمہارے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ وہ شخص بیٹھ گیا جب کافی دیر ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو واپس جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اس کو بلانے کا حکم دیا۔ جب وہ آیا تو آپ نے فرمایا تمہیں کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے گن کر بتایا کہ اس کو فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ان سورتوں کو زبانی پڑھتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ تمہیں جو قرآن یاد ہے، اس کے سبب سے میں نے یہ عورت تمہاری ملک میں دے دی۔ [۱۷]

ج۔ مہر کی مقدار اور فقہ مقارن

ارشاد ربانی ہے کہ:

ﵟوَاٰتُوا النِّسَاۗءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ۭ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْۗـــــًٔـا مَّرِيْۗـــــًٔـاﵞ

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ سعیدیؒ نے ائمہ کرام کا مہر کی مقدار میں اختلاف اور ان کے دلائل کو الگ الگ بیان کیا ہے نیز ائمہ کے اختلاف کے علاوہ غیر مقلدین اور شیعہ حضرات کے موقف پر اجمالاً روشنی ڈالی ہے۔ سب سے آخر میں فقہائے احناف کے موقف کی تائید میں دلائل پیش کئے ہیں۔

مہر کی مقدار کے متعلق فقہاء حنابلہ کا مذہب

حنابلہ کے نزدیک اقل مہر کی کوئی حد مقرر نہیں ان کے نزدیک جو چیز بھی قیمت رکھتی ہو وہ مہر بن سکتی ہے۔

علامہ سعیدی حنابلہ کا موقف پیش کرنے لیے علامہ ابن قدامہ کا قول نقل کرتے ہیں۔[۱۸]

مہر کی مقدار مقرر نہیں ہے نہ کم از کم نہ زیادہ سے زیادہ بلکہ ہر وہ چیز جس میں مال بننے کی صلاحیت ہو وہ مہر ہو سکتی ہے۔[۱۹]

علامہ ابن قدامہ اپنے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

ہماری دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے پوچھا: کیا تو اپنے نفس اور مال کے عوض دو جوتیوں پر راضی ہو گئی ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں![۲۰]

علامہ سعیدی حنابلہ کی بیان کردہ اس حدیث جس سے انہوں نے کم سے کم مقدار مقرر نہ ہونے سے استدلال کیا ہے اس پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ حدیث عاصم بن عبید اللہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔[۲۱]

علامہ ابن قدامہ مسند احمد کی روایت کو بطور دلیل لیتے ہیں کہ

امام احمد حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک شخص کسی عورت کا مٹھی بھر طعام مہر رکھے تو وہ عورت اس کے لئے حلال ہو گی۔ نیز اثرم نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول ﷺ کے عہد میں ایک مٹھی بھر طعام پر نکاح کر لیتے تھے۔[۲۲]

علامہ سعیدی اس حدیث کی سند پر جرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

اس کی سند میں یعقوب بن عطا ایک ضعیف راوی ہے۔[۲۳]

علامہ ابن قدامہ سورہ نساء کی درج ذیل آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاۗءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ[۲۴]

اور مال عام ہے وہ قلیل اور کثیر دونوں کو شامل ہے۔ اور چونکہ مہر بدل منفعت ہے، اس لئے جس مقدار پر دونوں فریق راضی ہو جائیں وہ جائز ہے جس طرح اجرت ہے۔[۲۵]

احناف اور مالکیہ نے جس حدیث سے استدلال کیا اس پر رد کرتے ہوئے علامہ ابن قدامہ رقمطراز ہیں:

امام ابو حنیفہ اور امام مالک نے جس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ "دس درہم سے کم مہر صحیح نہیں ہے" وہ صحیح نہیں ہے

کیونکہ اس کو میسرہ بن عبید نے حجاج بن ارطاۃ سے روایت کیا ہے، میسرہ ضعیف ہے اور حجاج مدلس ہے نیز یہ حدیث حضرت جابرؓ سے روایت کی گئی ہے اور ہم حضرت جابرؓ سے اس کے خلاف حدیث بیان کر چکے ہیں۔ بر تقدیر صحت وہ حدیث کسی معین عورت کے معاملہ پر محمول ہے اور چور کے ہاتھ کاٹنے پر ان کا قیاس صحیح نہیں ہے۔[۲۶]

مہر کی مقدار کے متعلق فقہاء شافعیہ کا مذہب

شافعیہ کے نزدیک کم سے کم مہر کی کوئی حد مقرر نہیں۔ ان کے نزدیک جو چیز بھی قیمت رکھتی ہو وہ مہر بن سکتی ہے۔ علامہ سعیدی فقہاء شافعیہ کا اس مسئلہ میں قرآن، حدیث اور آثار صحابہ سے استشہاد پیش کرتے ہیں۔[۲۷]

مہر کی کم از کم مقدار میں اختلاف ہے امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ یہ مقرر نہیں ہے اور ہر وہ چیز جو قیمت اور اجرت ہو سکتی ہے وہ مہر ہو سکتی ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ صحابہ میں سے حضرت عمر بن الخطابؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہی مذہب ہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے تین مٹھی انگوروں کو مہر فرمایا۔[۲۸]

تابعین میں سے حسن بصریؒ اور سعید بن مسیبؒ کا یہی مذہب ہے۔ حتیٰ کہ سعید بن مسیبؒ نے اپنی بیٹی کا دو درہم مہر رکھا۔[۲۹] فقہا میں سے ربیعہؒ، اوزاعی ثوریؒ، احمدؒ اور اسحاقؒ کا یہی مذہب ہے۔[۳۰]

قرآن سے استشہاد: امام شافعی کے مذہب کی تائید میں علامہ ماوردی اس آیت مبارکہ کو پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ[۳۱]

اس آیت میں لفظ "ما" ہے جو قلیل اور کثیر دونوں پر صادق آتا ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ قلیل اور کثیر دونوں مہر ہو سکتے ہیں۔[۳۲]

احادیث و آثار سے استشہاد: علامہ ماوردی کا اس آیت سے اپنا موقف بیان کرنے کے بعد علامہ سعیدی وہ احادیث بھی پیش کرتے ہیں جو فقہائے شافعیہ اپنے مذہب کی تائید میں لاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علائق کو ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ علائق کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ چیز جس پر دونوں فریق راضی ہو جائیں۔[۳۳]

وجہ استدلال یہ ہے کہ لفظ "ما" (وہ چیز) عام ہے خواہ دونوں فریق قلیل پر راضی ہوں یا کثیر پر۔[۳۴]

شوافع بطور استدلال جو حدیث لیتے ہیں اس پر علامہ سعیدی لکھتے ہیں:

یہ حدیث منقطع اور ضعیف ہے۔[۳۵]

امام شافعی اپنے موقف کی تائید میں حدیث بیان کرتے ہیں:

ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! جس نے دو درہموں سے حلال کیا اس نے حلال کر لیا۔[۳۶]

اس حدیث کی سند کے بارے میں علامہ سعیدی رقمطراز ہیں:

یہ حدیث بھی بلاغات سے ہے اور منقطع ہے۔[۳۷]

علامہ ماوردی ایک اور حدیث امام شافعی کی تائید میں لاتے ہیں:

ابو ہارون العبدیؒ از ابو سعید خدریؓ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس شخص پر کوئی حرج نہیں ہے جس نے کسی عورت کا مہر مقرر کیا خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر جب کہ گواہ ہوں اور فریقین راضی ہوں۔[۳۸]

اس حدیث کی سند کے بارے میں علامہ سعیدی کی رائے یہ ہے:

اس کی سند میں ہارون العبدی ہے جس سے استدلال نہیں کیا جاتا۔[۳۹]

علامہ ماوردی اپنے مذہب کی تائید میں سنن ترمذی کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

عامر بن ربیعہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے دو جوتیوں کے عوض نکاح کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے پوچھا کیا تم اپنے نفس اور اپنے مال پر ان دو جوتیوں سے راضی ہو گئی ہو؟ اس نے کہا: ہاں! امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۴۰]

علامہ سعیدی اس حدیث کی سند کے بارے لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند میں عاصم بن عبداللہ ہے وہ ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔[۴۱]

علامہ ماوردی لوہے کی انگوٹھی والی حدیث جس کو احناف بطور دلیل پیش کرتے ہیں اسی سے استدلال کرتے ہیں:

لوہے کی انگوٹھی قیمتی جواہر میں سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دس درہم سے کم مہر ہو سکتا ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ انگوٹھی کسی خاص لوہے کی ہو جو دس درہم کی ہو۔ اسی طرح وہ جوتیاں بھی دس درہم کی ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث کے اسلوب کے مخالف ہے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہو۔ اس کا تقاضا ہے کہ وہ کوئی بے قیمت چیز ہو ورنہ آپ ﷺ اس کے بجائے دس درہم فرماتے تو وہ زیادہ سہل تھا۔[42]

علامہ ماوردی نے سنن ابو داؤد کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا:

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی عورت کو دو مٹھی طعام مہر دے تو وہ عورت اس پر حلال ہو جائے گی۔[۴۳]

علامہ سعیدی سنن ابو داؤد کی روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اس حدیث کی سند میں ابو الزبیر ہے وہ حضرت جابرؓ کی روایت میں تدلیس کرتا تھا اور صالح بن مسلم ہے اس کو ابن معین نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔[۴۴]

علامہ ماوردی سنن کبریٰ سے روایت کو نقل کرتے ہیں:

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مٹھی یا دو مٹھی آٹے پر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں نکاح کر لیا کرتے تھے،[۴۵]

اس حدیث کی سند کے بارے میں علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ

اس حدیث کی سند میں یعقوب بن عطا ہے اس کو امام احمدؒ اور یحییٰ بن معینؒ نے ضعیف قرار دیا ہے۔[۴۶]

ان تمام احادیث کے بارے میں علامہ ماوردی کی رائے یہ ہے:

ان احادیث میں دس درہم سے کم مہر ہونے کی تصریح ہے اور ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔[۴۷]

علامہ ماوردی کی بیان کردہ احادیث جن سے شوافع استدلال کرتے ہیں۔ ان تمام روایات کے بارے میں علامہ سعیدی رقمطراز ہیں:

ماسوا امام بخاری کی روایت کے باقی روایات کا ضعف ہم نے بیان کر دیا ہے۔[۴۸]

شوافع کا احناف کی قیاسی دلیل پر تبصرہ

علامہ ماوردی شوافع کی قیاسی دلیل بیان کرتے ہیں:

یہ ایک منفعت کا عوض ہے اور اس میں کم از کم مقدار معین نہیں ہوتی جس طرح اجارہ (اجرت) میں ہوتا ہے لہٰذا مہر کی کم از کم مقدار ہونا صحیح نہیں ہے۔ البتہ جزیہ میں کم از کم مقدار معین ہے لیکن وہ کسی منفعت کا عوض نہیں ہے۔[۴۹]

احناف جن احادیث سے استدلال کرتے ہیں علامہ ماوردی ان کی اسناد پر بحث ان الفاظ میں کرتے ہیں:

احناف نے حضرت جابرؓ کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے، اس کی سند میں مبشر بن عبید ضعیف ہے اور حجاج بن ارطاۃ مدلس ہے، علاوہ ازیں حضرت جابرؓ کی دیگر روایات اس کے معارض ہیں۔[۵۰]

علامہ ماوردی احناف کی قیاسی دلیل پر تبصرہ کرتے ہوئے پانچ وجوہ پیش کرتے ہیں۔

ممکن ہے یہ حدیث کسی خاص عورت کے معاملہ میں ہو جس کا مہر مثل دس درہم ہو۔ فقہاء احناف نے چور کا ہاتھ کاٹنے پر مہر کو قیاس کیا ہے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔

اولاً: کیونکہ چوری میں اس عضو سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا بلکہ اس کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

ثانیاً: اگر مال کے بدلہ میں اس کا ہاتھ کاٹا جاتا تو پھر چور سے مال واپس نہ لیا جاتا حالانکہ اگر اس سے مال برآمد ہو تو اس سے واپس لیا جاتا ہے اور مالک کو دیا جاتا ہے۔

ثالثاً: اس سے معلوم ہوا کہ چور کا ہاتھ کاٹنا اس مال کے عوض نہیں ہے بلکہ اللہ کی حد توڑنے کی سزا ہے۔

رابعاً: مہر کے ذریعہ عورت کا صرف ایک عضو مباح نہیں ہوتا بلکہ اس کے سارے بدن سے فائدہ حاصل کرنا مباح ہوتا ہے۔

خامساً: یہ کہ چوری میں ہاتھ کاٹنا ایک سزا ہے اس لئے اس کا نصاب مقرر ہونا چاہیے۔ جیسا کہ باقی جنایات میں ہے اس کے برخلاف مہر باہمی رضامندی سے ایک عقد کا عوض ہے۔ اس لئے جس طرح باقی عقود میں کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، اس میں بھی نہیں ہوگی۔ اسی طرح ان کا شہادت پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ شہادت عقد کی شرائط میں سے ہے اور مہر عقد کا عوض ہے۔[۵۱]

مہر کی مقدار کے متعلق غیر مقلدین اور علمائے شیعہ کا نظریہ

علامہ سعیدی نے یہاں غیر مقلدین اور شیعہ حضرات کے علماء کا نظریہ پیش کیا ہے۔ غیر مقلدین کا موقف بیان کرتے ہوئے علامہ شوکانی کا قول نقل کرتے ہیں۔[۵۲]

نکاح میں کسی قسم کے مال یا منفعت کو مہر مقرر کیا جاسکتا ہے۔ اس کا استدلال بھی لوہے کی انگوٹھی والی حدیث سے ہے۔[۵۳]

اس کے بعد علامہ سعیدی دورِ حاضر کے اہل حدیث عالم حافظ عبد اللہ روپڑی کا قول پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

مہر حسب حیثیت باندھنا چاہیے جو ادا ہو سکے۔[۵۴]

علامہ سعیدی نے علمائے شیعہ کا کم از کم مہر کے متعلق رائے کو شرائع الاسلام سے بیان کیا ہے:

علماء شیعہ کے نزدیک نکاح دائم میں مہر کا معین کرنا لازم نہیں اور نکاح عارضی میں مہر معین کرنا لازم ہے لیکن مقدار معین نہیں۔[۵۵]

مہر کی مقدار کے متعلق فقہاء مالکیہ کا مذہب

مالکیہ کے ہاں اقل مہر ربع دینار یا تین چاندی کے درہم یا انکی قیمت ہے۔ مالکیہ نے بھی اسے سرقہ میں قطع ید کے نصاب پر قیاس کیا ہے۔ مہر کی مقدار کے معاملے میں فقہاء مالکیہ اور فقہاء احناف کا تقریباً ایک ہی موقف ہے۔ فقہائے مالکیہ کے موقف اور ان کے دلائل پر روشنی ڈالتے ہوئے علامہ سعیدی الاستذکار سے عبارت کو نقل کرتے ہیں۔[۵۶]

امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ دس درہم سے کم مہر جائز نہیں ہے۔ انہوں نے چور کے ہاتھ کاٹنے کے نصاب پر قیاس کیا ہے۔ اسی طرح امام مالک نے بھی چور کے ہاتھ کاٹنے کے نصاب پر قیاس کیا ہے جو ان کے نزدیک مقرر ہے۔[۵۷]

امام مالک سورۃ النساء کی آیت کو بطور استدلال لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ[۵۸]

اس آیت میں طاقت سے مراد مالی طاقت ہے اور یہ بات واضح ہے کہ ایک پیسہ، ایک دمڑی یا مٹھی بھر جو ہر شخص کی استطاعت میں ہوتے ہیں۔ اگر مہر کی مقدار ایک پیسہ، ایک مٹھی جو بھی جائز ہوتی تو پھر ہر شخص کے پاس نکاح کرنے کی مالی طاقت ہوتی اور اس آیت کا کوئی معنی نہ ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک تین درہم سے کم پر مال کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ اس لئے واجب ہے کہ تین درہم سے کم مہر جائز نہ ہو۔[۵۹]

امام مالک کے اس استدلال پر ابن عبد البر نے ان الفاظ میں اعتراض کیا:

آزاد اور باندی کے کم از کم مہر کی مقدار میں مالکیہ کے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ اگر مسلمان آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو تو پھر مسلمان باندی سے نکاح کر لو اور جب کہ باندی کا بھی مہر ان کے نزدیک کم از کم تین درہم ہے تو پھر مالی طاقت اس سے زیادہ مراد لینی ہوگی۔[۶۰]

کم از کم مہر کی مقدار میں فقہائے مالکیہ کا آپس میں اختلاف موجود ہے جس پر روشنی ڈالنے کے لیے علامہ سعیدی حاشیہ دسوقی سے عبارت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ[۶۱]

مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ مہر کی کم از کم مقدار چوتھائی دینار یا خالص چاندی کے تین درہم ہیں یا جو اس کے مساوی ساز و سامان ہے اور زیادہ سے زیادہ مہر کی کوئی حد نہیں ہے اور قول مشہور کے مقابلہ میں ابن وہب مالکی سے ایک درہم منقول ہے اور ابن وہب سے یہ بھی منقول ہے کہ کم از کم مہر کی کوئی حد نہیں ہے اور نکاح قلیل اور کثیر دونوں کے ساتھ جائز ہے۔[۶۲]

مہر کی مقدار کے متعلق فقہاء احناف کا مذہب

احناف کے نزدیک مہر کی کمترین مقدار دس درہم یا اس کی برابر مالیت کی کوئی چیز ہے۔ احناف نے اسے چوری میں قطع ید کے نصاب پر قیاس کیا ہے۔ علامہ سعیدی فقہائے احناف کی تائید کرتے ہوئے امام سرخسی کی رائے بیان کرتے ہیں۔ ٦٣

ہمارے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار دس درہم ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سنو! مہر دس درہم سے کم نہ رکھا جائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے اور دس درہم سے کم مہر نہ رکھا جائے۔ ٦٤

امام سرخسی قرآن کی وہ آیت بیان کرتے ہیں جس کو احناف بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ [٦٥]

عورت کا عضو مخصوص بھی اس کے نفس کے حکم میں ہے اور عمل تزویج نفس کی پسندیدگی کا سبب ہے اور مال ہی وہ چیز ہے جو نفس میں شرعاً بطور بدل مقرر ہوتا ہے۔ مہر کی مقدار شرعاً مقرر ہونی چاہیے۔ [٦٦]

امام شافعی نے جن احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے اس پر علامہ سرخسی کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

امام شافعی نے جو احادیث اور آثار بیان کئے ہیں جن میں دس درہم سے کم چیز کو مہر قرار دیا گیا ہے اس سے مراد مہر معجّل ہے اور باقی مہر شوہر کے ذمہ ثابت تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جاؤ تلاش کرو۔ حالانکہ مہر فوراً دینا واجب نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان احادیث میں مہر سے مراد مہر معجّل ہے اور ہمارے نزدیک مہر معجّل کی مقدار شرعاً معین نہیں ہے۔ [٦٧]

علامہ سعیدی حضرت جابرؓ کی بیان کردہ روایت پر شوافع اور حنابلہ کے اشکالات کو دور کرنے کے لیے علامہ ابن ہمام کی رائے بیان کرتے ہیں۔ [٦٨]

ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! عورتوں کا نکاح صرف ان کے سرپرست کریں اور ان کا نکاح صرف ان کے کفو میں کیا جائے اور کوئی مہر دس درہم سے کم نہ رکھا جائے۔ [٦٩]

اور جن احادیث میں دس درہم سے کم مہر کا ذکر ہے وہ تمام احادیث مہر معجّل پر محمول ہیں تاکہ احادیث میں تطبیق ہو۔ کیونکہ عرب کی عادت تھی کہ وہ مہر کا کچھ حصہ دخول سے پہلے دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ فقہاء تابعین نے یہ کہا ہے کہ جب تک عورت کو کوئی چیز پہلے نہ دے اس وقت تک دخول نہ کرے۔ [٧٠]

حضرت جابرؓ کی روایت جس کو احناف بطور استدلال لاتے ہیں۔ علامہ ابن ہمام اس کو تقویت دینے کے لیے جو روایات نقل کرتے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے شادی کی اور حضرت علیؓ نے ان کے ساتھ دخول کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع فرمایا حتیٰ کہ وہ ان کو کوئی چیز دے دیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ان کو اپنی زرہ دے دو تو آپ نے سیدہ فاطمہؓ کو اپنی زرہ دے دی پھر ان کے ساتھ دخول کیا۔ [٧١]

علامہ سعیدی اس روایت کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

اس کی سند جید ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔[۷۲]

علامہ ابن ہمام رقمطراز ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور یہ معلوم ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا مہر چار سو درہم چاندی تھا۔ پسندیدہ امر یہ ہے کہ دخول سے پہلے کچھ دے دیا جائے اور بغیر دیئے بھی دخول جائز ہے۔[۷۳]

کیونکہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا کہ میں ایک عورت کو اس کے خاوند کے کچھ دینے سے پہلے اس کے پاس بھیج دوں۔[۷۴]

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو دخول سے پہلے کچھ دینا مستحب ہے۔ واجب نہیں ہے تاکہ عورت کا دل دخول کے وقت خوش ہو اور اس کی تالیف قلب ہو اور جب یہ امر معروف ہے تو دس درہم سے کم مہر کی جو احادیث ہیں وہ مہر معجّل پر ہی محمول ہیں تاکہ احادیث میں تطبیق ہو۔[۷۵]

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو لوہے کی ایک انگوٹھی ڈھونڈنے کا حکم دیا تھا وہ بھی تالیف قلب کے لئے بطور مہر معجّل تھا اور جب وہ اس سے بھی عاجز رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو بیس آیتوں کی تعلیم دو یہ تمہاری بیوی ہے۔[۷۶]

علامہ ابن ہمام ان احادیث کو نقل کرنے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان احادیث کو جمع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضرت جابرؓ کی دس درہم والی روایت کی سند میں مبشر بن عبید اور حجاج بن ارطاۃ دو ضعیف راوی ہیں۔ تو ہم کہیں گے کہ اس حدیث کا ایک شاہد بھی ہے جو اس کو تقویت پہنچاتا ہے۔[۷۷]

حضرت علیؓ نے فرمایا: دس درہم سے کم میں ہاتھ نہ کاٹا جائے اور دس درہم سے کم مہر مقرر نہ کیا جائے۔۷۸ یہ اثر حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عامرؒ اور ابراہیمؒ سے مروی ہے۔[۷۹]

اس اثر کے متعلق علامہ سعیدی فرماتے ہیں:

ہر چند کہ اس اثر کی اسانید میں محمد بن مروان اصغر، جو بیر اور غیاث بن ابراہیم داؤد الایدی ضعیف راوی ہیں لیکن تعدد طرق کی وجہ سے یہ اثر حسن لغیرہ ہے اور حدیث جابر کا موید ہے۔[۸۰]

کم از کم مہر کی مقدار میں حنابلہ اور شوافع نے جن احادیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے ان کے بارے میں علامہ سعیدی لکھتے ہیں کہ

جس حدیث میں ہے: "جس نے عورت کے مہر میں دو ستو دیئے" اس کی سند میں اسحاق بن جبرائیل ہے۔ میزان الاعتدال میں لکھا ہے یہ غیر معروف ہے اور اودی نے اس کو ضعیف کر دیا اور اس کی سند میں مسلم بن رومان بھی مجہول ہے۔ اور دو جوتیوں والی حدیث کو ہر چند کہ امام ترمذی نے صحیح کہا ہے لیکن وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی سند میں عاصم بن عبید اللہ ہے۔ ابن الجوزی نے کہا یہ فاحش الخطا ہے۔[۸۱]

علامہ سعیدی کم از کم مہر کی مقدار میں احناف کی تائید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

غرض یہ تمام آثار ضعیف ہیں اور صحیح حدیث صرف صحاح ستہ کی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا۔ "ڈھونڈو خواہ لوہے کی انگوٹھی ہو" ہمارے نزدیک یہ مہر معجّل پر محمول ہے ہر چند کہ یہ خلاف ظاہر ہے لیکن اس کو مہر معجّل پر محمول کرنا واجب

ہے کیونکہ بعد میں آپ نے فرمایا تم کو جو قرآن یاد ہے۔ اس کے سبب میں نے تمہارا اس سے نکاح کر دیا۔ اگر اس کو تعلیم پر محمول کیا جائے یا مہر کی بالکل ہی نفی کر دی جائے تو وہ قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے۔ [۸۲]

کم از کم مہر کی مقدار پر علامہ سعیدی نے جس انداز سے بحث کی ہے اس سے ان کے اسلوب تحقیق کے درج ذیل خصائص سامنے آتے ہیں۔ مفسر اس مسئلہ میں جن فقہاء کی آراء سے اتفاق نہیں کرتے ان کی آراء اور استدلالات کو پہلے اور جس رائے سے اتفاق ہو اس کو بعد میں لے کر آتے ہیں۔ مہر کی کم از کم مقدار میں دو گروہ موجود ہیں۔ ایک گروہ جس میں حنابلہ ، شوافع، غیر مقلدین اور اہل تشیع شامل ہیں۔ ان کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار مقرر نہیں۔ علامہ سعیدی ان اصحاب کے پیش کردہ قرآن اور حدیث سے دلائل کو بحوالہ درج کرتے ہیں۔ حدیث بیان کرنے کے بعد اگر اس میں کسی قسم کا سقم موجود ہے تو اس کو حدیث کے ختم ہوتے ہی بریکٹ میں بیان کر دیتے ہیں۔ اگر کہیں ان اصحاب نے احناف کے دلائل کا رد کیا ہے وہ بھی درج کرتے ہیں۔

دوسرا گروہ فقہائے مالکیہ اور فقہائے احناف کا ہے جن کے نزدیک کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے۔ علامہ سعیدی کا موقف بھی یہی ہے کہ مہر کی کم از کم حد دس درہم ہے۔ یہاں فقہائے مالکیہ کا آپس میں اختلاف موجود ہے اس کو پیش کرنے کے بعد فقہائے احناف کی تائید میں قرآن اور حدیث صحیحہ، آثار صحابہ اور فتاوی تابعین بیان کرتے ہیں۔ مفسر نے پہلے گروہ کی جانب سے کم از کم مہر کی حد پر وارد ہونے والے اشکالات کے مدلل جواب بیان کیے ہیں۔ اس بحث کے اختتام پر علامہ سعیدی بیان کرتے ہیں کہ لوہے کی انگوٹھی والی حدیث میں ہمارے نزدیک اس کو مہر مؤجل پر محمول کرنا واجب ہے۔

د۔ خدمت یا کسی کام کو مہر قرار دینے میں فقہ مقارن

خدمت یا کوئی کام مہر ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ اس میں فقہاء کا آپس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ سعیدی سورۃ القصص کی آیت ۲۸ کے تحت اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

قَالَ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰٓی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ [۸۳]

اس آیت کی تفسیر میں علامہ سعیدی سب سے پہلے شوافع اور مالکیہ کا موقف بیان کرتے ہیں۔ [۸۴]

امام مالک اور امام شافعی کا استدلال: امام مالک اور امام شافعی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اس شرط پر اپنی ایک بیٹی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نکاح کر دیا کہ وہ آٹھ سال حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کام اور کسی چیز کی منفعت مہر بننے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

علامہ قرطبیؒ رقمطراز ہیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اجارہ کے عوض نکاح کرنا صحیح ہے۔ اس چیز کو ہماری شریعت نے بھی مقرر رکھا ہے مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو قرآن مجید کی تعلیم دے اور اس کے عوض میں اس سے نکاح کرے تو صحیح ہے۔ امام مالک نے اس کو مکروہ کہا ہے اور امام شافعی اور ان کے اصحاب کے نزدیک یہ جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ نکاح جائز نہیں ہے۔ [۸۵]

امام مالک اور امام شافعی کی دلیل حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ کی روایت کردہ لوہے کی انگوٹھی والی حدیث ہے۔ جس میں ((بما معک من القرآن)) ۸۶ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ [۸۷]

علامہ سعیدی لفظ "با" کے معانی میں فقہاء کے اختلاف کو واضح کیا ہے:

مالکیہ اور شوافع: امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بمامعک من القرآن میں "با" "عوض کی ہے یعنی تم کو جو قرآن یاد ہے اس کے عوض میں، میں نے تمہارا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔[۸۸]

احناف: امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ "با" "سبب کے لیے ہے یعنی تم کو قرآن یاد ہے اس سبب سے میں نے تمہارا نکاح اس سے کر دیا اور یہ نکاح بغیر مہر کے ہوا اور ایسی صورت میں مہر مثل لازم ہوتا ہے۔[۸۹]

مفسرین احناف کے جوابات:

علامہ سعیدی اس مسئلہ میں امام ابو بکر جصاص کا قول نقل کرتے ہیں کہ[۹۰]

کوئی شخص اس عورت کو قرآن کی تعلیم دے یا اس کی خدمت کرے اور یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے لیے منافع کے حصول کی شرط لگائی تھی۔ انہوں نے کہا تھا علی ان تاجرنی ثمانی حجج اس شرط پر کہ تم میرے لیے آٹھ سال اجرت پر کام کرو۔ یہ نہیں کہا کہ علی ان تاجرہا ثمانی حججہ تم میری بیٹی کے لیے آٹھ سال اجرت پر کام کرو۔ سو یہ نکاح بغیر مہر کے ہوا تھا اور عورت کے ولی کے لیے ایک مدت معینہ تک منافع کے حصول کی شرط لگائی گئی تھی۔ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ مہر کے ذکر کے بغیر نکاح صحیح ہے۔[۹۱]

علامہ اسماعیل حقی اس آیت کے حکم کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ

پہلی شریعتوں میں یہ جائز تھا کہ لڑکی کے سرپرست کو مہر دیا جائے اور ہماری شریعت میں یہ حکم اس آیت سے منسوخ ہو گیا ہے۔[۹۲]

علامہ اسماعیل حقی قرآن سے استدلال کرتے ہوئے امام مالک اور امام شافعی کے موقف کا جواب دیتے ہیں کہ ارشاد ربانی ہے:

وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحْلَۃً[۹۳]

نیز امام مالک اور امام شافعی نے جو یہ کہا ہے کہ کوئی کام اور خدمت بھی مہر ہو سکتی ہے۔ یہ اس لیے صحیح نہیں ہے کہ ہماری شریعت میں مہر کا مال متقوم ہونا ضروری ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ[۹۴]

نیز یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مہر ان عورتوں کو ادا کیا جائے نہ کہ ان کے سرپرستوں کو۔

جیسا کہ فرمایا ہے:

وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِہِنَّ نِحْلَۃً[۹۵]

اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ آٹھ سال اجرت پر ان کے پاس کام کریں۔ یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا کام لیں گے اور ان کو کیا اجرت دیں گے۔ اسی طرح یہ بھی ذکر نہیں ہے کہ وہ کس بیٹی کا کتنے مہر کے عوض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکاح کریں گے۔

علامہ ابوالسعود بیان کرتے ہیں کہ

حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اجارہ اور عقد کے متعلق جو کلام ذکر کیا گیا، اس میں اس چیز کا اجمالی بیان ہے جس کا ان دونوں نے عزم اور ارادہ کر لیا تھا اور اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ ان کی شریعت میں عقد اجارہ اور عقد نکاح کے کیا ارکان اور شرائط تھیں۔[۹۶]

اس مسئلہ میں علامہ سعیدی خدمت یا کوئی کام مہر ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ اس پر بحث کرتے ہوئے فقہاء کے دو گروہوں کے مابین اختلاف کو بیان کرتے ہیں۔ ایک گروہ جس میں امام مالک اور امام شافعی شامل ہیں جن کے نزدیک خدمت یا کوئی کام مہر ہو سکتا ہے۔ مفسر، ان فقہاء کا استدلال بالقرآن بیان کرتے ہیں۔ دوسرا گروہ احناف کا ہے جن کے نزدیک خدمت یا کوئی کام مہر نہیں ہو سکتا۔ علامہ سعیدی اس مسئلہ میں احناف کی تائید میں قرآن، احادیث صحیحہ اور مفسرین احناف کی طرف سے امام مالک اور امام شافعی کے دلائل کے جوابات نقل کرتے ہیں۔

ہ۔ خلوت صحیحہ سے مہر کا وجوب اور فقہ مقارن

خلوت صحیحہ سے مہر کے واجب ہونے میں فقہاء کی مختلف آراء موجود ہیں۔ علامہ سعیدی سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۸ میں اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا[۹۷]

سورہ احزاب کی اس آیت میں ان عورتوں کے مہر کا ذکر ہے جن کے ساتھ خلوت صحیحہ واقع ہو چکی ہو۔ لیکن عمل زوجیت نہ قائم کی گئی ہو۔ علامہ سعیدی نے القوجوی کے حوالے سے خلوت صحیحہ کی تعریف نقل کی ہیں۔[۹۸]

فقہاء احناف کے نزدیک خلوت صحیحہ بیوی کو ہاتھ لگانے (عمل زوجیت) کے قائم مقام ہے۔ اور خلوت صحیحہ کی تعریف یہ ہے کہ خاوند کی بیوی کے ساتھ خلوت میں عمل زوجیت سے کوئی شرعی مانع نہ ہو۔[۹۹]

علامہ سعیدی مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں احناف اور شوافع کے دلائل نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

احناف: امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے: خلوت صحیحہ مہر کو ثابت کرتی ہے۔ اگر خلوت صحیحہ کے بعد خاوند نے عورت کو طلاق دیدی تو وہ فقہاء احناف کے نزدیک پورے مہر کی مستحق ہو گی خواہ خاوند نے یہ عمل نہ کیا ہو۔[۱۰۰]

شوافع: امام شافعی کے نزدیک خلوت صحیحہ مہر کو ثابت نہیں کرتی۔[۱۰۱]

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ[۱۰۲]

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ

مہر کی ادائیگی کا وجوب عورتوں سے نفع اٹھانے یعنی عمل زوجیت کے سبب سے ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کے ثبوت کا تعلق اس عمل کے سبب سے ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ خلوت صحیحہ سے مہر ثابت نہیں ہوتا۔[۱۰۳]

امام شافعی کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے علامہ سعیدی مذہب احناف کے حق میں دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

ہم یہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں حصر کا کوئی لفظ نہیں ہے مہر صرف عمل زوجیت سے ثابت ہوتا ہے حتیٰ کہ یہ کہا جائے کہ خلوت صحیحہ سے بھی مہر ثابت نہیں ہوتا۔ اس آیت میں استمتاع یعنی عمل زوجیت سے مراد ہے حقیقۃً ہو یا حکماً ہو اور خلوت صحیحہ بھی حکماً عمل زوجیت ہے، اس لیے خلوت صحیحہ سے بھی مہر ثابت ہو جائے گا۔ اور اس طرح عموم مراد لینے کی قرآن مجید میں اور بھی نظائر ہیں۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ[۱۰۴]

اب اگر کوئی شخص ایمان لانے کے بعد شرک کرے تو پھر بھی اس کا عمل ضائع ہو جائے گا اور اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ کفر سے مراد عام ہے حقیقۃً ہو یا حکماً ہو اور شرک بھی حکماً کفر ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ[۱۰۵]

اب اگر کوئی شخص نماز یا زکوۃ کی فرضیت کا انکار کر دے اور یہ شرک نہیں ہے تو کیا اس کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا؟ اس کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ یہ حقیقۃً شرک نہیں ہے حکماً کفر ہے اس لیے یہ بھی معاف نہیں ہوگا، اسی طرح خلوت صحیحہ بھی حکماً استمتاع اور عمل زوجیت ہے اور اس سے بھی مہر ثابت ہوگا خواہ بالفعل یہ عمل نہ کیا جائے۔[۱۰۶]

خلوت صحیحہ کی وجہ سے کامل مہر کے وجوب پر فقہاء احناف کے دلائل

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۲۱ کی تفسیر کرتے ہوئے علامہ سعیدی خلوت صحیحہ کی وجہ سے کامل مہر کے وجوب پر بحث کرتے ہوئے "افضی" کے معنی متعین کرنے میں فقہاء کے اختلاف اور اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا[۱۰۷]

اس آیت میں زن و شوہر کے لئے افضاء کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ، مجاہدؒ، اور سدیؒ سے یہ روایت ہے کہ اس سے مراد جماع ہے۔[۱۰۸]

شوافع: امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے کہ اس سے مراد جماع ہے اور اگر شوہر نے جماع نہ کیا ہو تو طلاق کے وقت عورت صرف نصف مہر لینے کی مستحق ہے۔ خواہ ان کے درمیان خلوت صحیحہ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔[۱۰۹]

احناف: افضاء کی دوسری تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کے درمیان خلوت صحیحہ ہو چکی ہو اور یہی امام ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔[۱۱۰]

حنابلہ: فراؒ نے کہا ہے کہ افضاء کا معنی یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان خلوت صحیحہ ہوئی ہو۔ خواہ جماع ہو یا نہ ہو۔ اور اس سے پورا مہر واجب ہو جاتا ہے۔ کلبیؒ نے کہا ہے کہ جب شوہر اور بیوی ایک بستر میں جمع ہوں تو پورا مہر واجب ہو جاتا ہے۔ خواہ خاوند اس کے ساتھ جمع کرے یا نہ کرے۔ زرارہ بن اوفیؒ نے بیان کیا ہے کہ خلفائے راشدین مہدیین نے یہ فیصلہ کیا کہ جس نے دروازہ بند کر کے پردہ ڈال دیا اس پر پورا مہر اور عورت پر عدت واجب ہو گئی۔[۱۱۱]

مقاتلؒ نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ افضاء کا معنی جماع ہے اور ہمارے علماء نے یہ کہا ہے کہ جب خلوت صحیحہ ہو گئی تو پورا مہر اور عدت واجب ہو جائے گی خواہ جماع ہو یا نہ ہو۔[۱۱۲]

اس مسئلہ میں علامہ سعیدی خلوت صحیحہ کی وجہ سے مہر کے وجود پر بحث کرتے ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک خلوت صحیحہ

مہر کو ثابت نہیں کرتی جبکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک خلوت صحیحہ مہر کو ثابت کرتی ہے۔اس مسئلہ میں قرآن،احادیث صحیحہ اور فقہاء کی آراء سے استدلال کرتے ہوئے احناف کے دلائل کو ہم کہہ کر بیان فرمایا ہے۔ہمارے اسلاف کا بھی یہی اسلوب رہا ہے کہ مسلک کا ترجمان مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اپنے مذہب کی رائے کو عموماً "قال اصحابنا" کہہ کر بیان کرتا۔علامہ سعیدی نے یہاں اپنی فقہی مہارت اور نصوص میں گہری بصیرت سے مذہب احناف کے اقوال کو دلائل کے ساتھ انتہائی اختصار سے بیان کر دیا ہے۔

نتائج بحث:

۱۔برصغیر کے اردو تفسیری ادب میں علامہ سعیدی کی تفسیر تبیان القرآن کو جس نمایاں خصوصیت کی بناپر انفرادیت حاصل ہے وہ فقہ مقارن کا اسلوب ہے۔علامہ سعیدی نے آیات احکام کی تفسیر میں شرح وبسط کے ساتھ فقہی مذاہب کے مواقف اور دلائل کو انکے اصل مآخذ سے نقل کیا ہے اور اس ضمن میں ہر مذہب کے آئمہ کرام کی تنقیدات وترجیحات بیان کی ہیں۔

۲۔تفسیر تبیان القرآن میں فقہ مقارن کے اسلوب کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے یہاں احکام مہر کو خصوصیت کے ساتھ موضوع تحقیق بنایا گیا ہے۔جس میں مہر کے تین بنیادی مسائل زیر بحث آئے ہیں۔پہلا مسئلہ کم از کم مہر کی مقدار،دوسرا مسئلہ خدمت یا کوئی کام مہر ہو سکتا ہے کہ نہیں؟اور تیسرا مسئلہ خلوت صحیحہ سے مہر کا وجوب ہے ۔

۳۔مہر کی مقدار ایک اہم مسئلہ ہے جس میں علامہ سعیدی نے دو فقہی گروہوں کا ذکر کیا ہے۔پہلا گروہ جس میں فقہائے حنابلہ،شافعیہ، جعفریہ اور غیر مقلد یعنی اہل حدیث شامل ہیں۔جن کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار متعین نہیں ہے۔علامہ سعیدی نے ان مذاہب کی آراء اور دلائل کو نقل کیا ہے اور ان کے فقہاء احناف پر اعتراضات کو موضوع بحث بنایا ہے،علاوہ ازیں ان گروہوں نے اپنے دلائل کا مدار جن احادیث کو بنایا ہے،ان پر جرح کی اور ان کی اسناد پر کلام کیا ہے۔دوسرا گروہ جس میں فقہاء مالکیہ واحناف شامل ہیں،کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار متعین ہے اور وہ دس درہم ہے۔علامہ سعیدی نے فقہائے احناف کے اس موقف کی تائید میں قرآن،احادیث صحیحہ ،آثار صحابہ اور فتاوی تابعین سے استدلال کیا ہے اور اس موقف پر وارد ہونے والے اعتراضات واشکالات کا مدلل جواب دیا ہے۔

۴-خدمت یا کسی کام کو مہر قرار دینے میں ائمہ مذاہب کی آراء مختلف ہیں۔امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک خدمت یا کوئی کام مہر ہو سکتا ہے جبکہ مذہب احناف کے نزدیک خدمت یا کوئی کام مہر نہیں ہو سکتا۔علامہ سعیدی اس مسئلہ میں مذاہب فقہ کی آراء مع دلائل تفصیلاً زیر بحث لائے اور احناف کے موقف کو ترجیحاً بیان کیا ہے۔

۵۔مذاہب فقہ میں خلوت صحیحہ سے مہر کے وجوب میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔شوافع کے نزدیک خلوت صحیحہ مہر کو ثابت نہیں کرتی جبکہ عندالاحناف خلوت صحیحہ مہر کو ثابت کرتی ہے۔علامہ سعیدی نے اس مسئلہ میں بھی مذہب احناف کو دلائل کے ساتھ ترجیح دی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International

License.

حوالہ جات (References)

[1] علامہ غلام رسول سعیدی ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۴ نومبر ۱۹۳۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے۔ آپ نے رحیم یار خان، خانپور، لاہور اور فیصل آباد سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے جامعہ نعیمیہ لاہور اور دار العلوم کراچی میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے۔ (راؤ محمد اسلم، تذکرہ محدث اعظم پاک و ہند، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۸ء)

Rao Muhammad Aslam,Tazkira Muhadas Azam Pak o Hind,Lahore,Publisher Zia-ul-quran,2018

[2] الزھری، ابو منصور محمد بن احمد، تھذیب اللغۃ، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۲۰۰۱ء، ۱۵۹/۶

Alzohri,Abu mansoor Muhammad bin ahmed, Tahzeeb Ul Lugah,V,6,P159

[3] ابن فارس، احمد بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ، بیروت: دار لفکر، ۱۹۷۹ء، ۳۳۹/۳

Ibn faris, Ahmed bin zakria,Mohjam maqaees -U-lugah, Darul fikr Bairoot,V3 ,P339

[4] وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق: دار لفکر، ۱۴۰۵ھ، ۶۷۵۸/۹

Wahba Zuhaili, Alfiqhu islami wadilahtho,Publisher,Darul fikr, V9,P6785

[5] لوئیس معلوف، المنجد فی اللغۃ، بیروت: المکتبہ الشرقیہ، ۱۹۹۶ء، ص ۷۷۷

Loees Mahloof, Almunjad fil Lugah,Publisher Almaktaba alsharqia,P,777

[6] جوھری، ابو نصر اسماعیل، الصحاح، القاھرہ: دار الحدیث، ۲۰۰۹ء، ص ۱۰۲۷

Johri, Abu nasar Isamail Alsihah,Publisher, Draul hadith,Qaira,P1027

[7] سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، لاہور: فرید بک سٹال، ۲۰۱۳ء، ۵۶۷/۲

Saeedi,Ghulam rasool, Tibyanul quran,Fareed book,V2, P,567

[8] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، رد المحتار علی الدر المختار، الریاض: دار عالم الکتب، ۲۰۰۳ء، ۲۳۰/۴

Ibn Abideen, Muhammad amen Umer,Radul Mukhtar ala Radul Mukhtar,V4,P230

[9] الصاوی، احمد بن محمد، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، س-ن، ۴۲۸/۲

Alsavi, Ahmed bin Muhammad, Hashia Alsavi ala sharhil Sagheer,V2,p428

[10] الشربینی، شمس الدین محمد بن الخطیب، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۵ء، ۳۳۶/۴

Al sharbini, Shamsudin bin Muhammad bin Khateeb, Mugnil muhtaj ila Mairiafat,mahani

alfazil minhaj, V4,P336

[11] البھوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، بیروت: دارالکتب العلمیہ،۱۹۹۷ء، ۱۹۸/۸

Al Bohoti, Mansoor bin Younas, Kashaf ul Qinah an matni Iqnah,V8, P198

[12] النساء ۴ :۲۴

Al-Quran:4,24

[13] النساء، ۴:۴

Al-Quran:4,4

[14] الاحزاب ۳۳ :۵۰

Al-Quran:33,50

[15] تبیان القرآن ۵۷۰/۲

Tibyan ul Quran,V2,P570

[16] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الولیمۃ ولو بشاۃ، رقم الحدیث: ۵۱۶۷

Sahih Bukhari,Kitabunikah, Hadith#5176

[17] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب تزویج المعسر، رقم الحدیث: ۵۰۸۷

Sahih Bukhari,Kitabunikah, Hadith#5187

[18] تبیان القرآن ۵۷۱/۲

Tibyan ul Quran,V2,P571

[19] ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد، المغنی، بیروت: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ، ۱۶۱/۷

Ibn qudama, Abu Muhammad ,Abdullah bin Ahmed,Almughni, Darul fikr Bairoot,V7 P161

[20] سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی الرجل یعتق الامۃ ثم یتزوجھا، رقم الحدیث: ۱۱۱۵

Sunan Tirmizi, Kitab ul Nikah,Hadith#1115

[21] تبیان القرآن ۵۷۱/۲

Tibyan ul Quran,V2,P571

[22] احمد بن حنبل، المسند، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۵ھ، ۳۵۵/۳

Ahmed Bin Hambal,Almusnad, Darul fikr, Bairoot, V3 ,P355

[23] تبیان القرآن ۵۷۱/۲

Tibyan ul Quran,V2,P571

[۲۴] النساء ۴ :۲۴

Al-Quran:4,24

[۲۵] المغنی ۱۶۱/۷

Almughni,V7,P,161

[۲۶] المغنی، ۱۶۱/۷

Almughni,V7,P,161

[۲۷] تبیان القرآن ۵۷۲/۲

Tibyan ul Quran,V2,P572

[۲۸] بیہقی، السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب ما یجوز ان یکون مہرا، رقم الحدیث:۱۴۳۸۱

Bahiqi, Alsunanul qubra,Kitab ul sudaq, Hadith#14381

[۲۹] سعید بن منصور، السنن، رقم الحدیث : ۶۲۰

Saeed bin Mansoor, Hadith#620

[۳۰] ماوردی، ابوالحسین علی، الحاوی الکبیر، بیروت: دار المعرفہ، ۱۴۱۴ء، ۱۱/۱۲

Maroodi, Abulhassain Ali,Alhavi kabir,publisher, Darul marifa,V,12,P11

[۳۱] البقرہ ۲ :۲۳۷

Al-Quran:2,237

[۳۲] الحاوی الکبیر ۱۱/۱۲

Alhavil Kabir,V12,P11

[۳۳] السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب ما یجوز ان یکون مہرا، رقم الحدیث:۱۴۳۷۸

Alsunanul Kubra,Kitabul Sudaq, Hadith#14378

[۳۴] الحاوی الکبیر ۱۱/۱۲

Alhavil Kabir,V12,P11

[۳۵] تبیان القرآن ۵۷۲/۲

Tibyan ul Quran,V2,P572

[۳۶] شافعی، محمد بن ادریس، الام، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۳ھ، ۹۵/۵

Sahfi,Muhammad bin Idrees, Alum,Sarul fikr Bairoot,V5,P95

[37] تبیان القرآن ۲/۵۷۳

Tibyan ul Quran,V2,P573

[38] السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب ما یجوز ان یکون مهرا، رقم الحدیث: ۱۴۳۸۰

Alsunanul Kubra,Kitabul Sudaq, Hadith#14380

[39] تبیان القرآن ۲/۵۷۳

Tibyan ul Quran,V2,P573

[40] سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی الرجل یعتق الامة ثم یتزوجها، رقم الحدیث: ۱۱۱۵

Sunan Tirmizi, Kitab ul Nikah,Hadith#1115

[41] تبیان القرآن ۲/۵۷۳

Tibyan ul Quran,V2,P573

[42] الحاوی الکبیر ۱۲/۱۳

Alhavil Kabir,V12,P13

[43] سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب قلة المهر، رقم الحدیث: ۲۱۱۰

Sunan abi Dawood, Kitabunikah, Hadith#2110

[44] تبیان القرآن ۲/۵۷۳

Tibyan ul Quran,V2,P573

[45] السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب ما یجوز ان یکون مهرا، رقم الحدیث: ۱۴۳۶۹

Alsunanul Kubra,Kitabul Sudaq, Hadith#14369

[46] تبیان القرآن ۲/۵۷۳

Tibyan ul Quran,V2,P573

[47] الحاوی الکبیر ۱۲/۱۳

Alhavil Kabir,V12,P13

[48] تبیان القرآن ۲/۵۷۳

Tibyan ul Quran,V2,P573

[49] الحاوی الکبیر ۱۲/۱۴

Alhavil Kabir,V12,P14

[50] الحاوی الکبیر، ۱۲/۱۴

Alhavil Kabir,V12,P14

[51] الحاوی الکبیر، ۱۲/۱۶

Alhavil Kabir,V12,P16

[52] تبیان القرآن ۲/۵۷۴

Tibyan ul Quran,V2,P574

[53] شوکانی، محمد بن علی، السیل الجرار علی حدائق الازھار، مکہ المکرمہ: دار ابن حزم، ۲۰۱۰ء، ۲/۲۷۷

Shokanai, Muhammad bin ali, Alsalul jarar,Publisher Dar ibn Hazam, V2 P277

[54] روپڑی، حافظ عبداللہ، فتاوی اہل حدیث، سرگودھا: ادارہ احیاء السنہ النبویہ، ۱۹۷۴ء، ۲/۴۷۱

Ropri, Hafiz Abdullah, Fatawa ahle hadith,V2, P471

[55] الحلی، ابوالقاسم نجم الدین، شرائع الإسلام فی مسائل الحلال والحرام، تہران: انتشارات، ۱۴۲۰ء، ۲/۲۴۹

Alhali, Abul qasim Nujmudin, Sharaiul Islam fi masail ul halal wal haram, V2, P249

[56] تبیان القرآن ۲/۵۷۴

Tibyan ul Quran,V2,P574

[57] ابن عبدالبر، ابوعمرو یوسف، الاستذکار، بیروت: موسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۳ء، ۱۲/۷۱

Ibn abdulbar, Abu amar Yousaf, Alistizkar, V12,P71

[58] النساء ۴: ۲۵

Al-Quran:4,25

[59] الاستذکار ۱۶/۷۱

Alistizkar, V16,P71

[60] ایضاً ۱۶/۷۱

Ibid: V16,P71

[61] تبیان القرآن ۲/۵۷۵

Tibyan ul Quran,V2,P575

[62] دسوقی، شمس الدین محمد، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، بیروت: دارالفکر، ۲/۳۰۲

Dasooqi, Shamsu din Muhammad, Hashia Al sadooqi,V2:p302

[63] تبیان القرآن ۲/۵۷۵

Tibyan ul Quran,V2,P575

[64] سرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ، ۷۱/۵

Sarkhsi, Muhammad bin Ahmed, Almabsot, V5,P71

[65] الاحزاب ۳۳: ۵۰

Al-Quran:33,50

[66] المبسوط ۷۱/۵

Almabsot, V5,P71

[67] ایضاً ۷۱/۵

Ibid:V5,P71

[68] تبیان القرآن ۵۷۶/۲

Tibyan ul Quran,V2,P576

[69] السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب ما یجوز ان یکون مهرا، رقم الحدیث: ۱۴۳۸۳

Alsunanul Kubra,Kitabul Sudaq, Hadith#14383

[70] ابن ہمام، کمال الدین، فتح القدیر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، ۳۰۵/۳

Ibn Hamam, Kamaludin, Fathulqadeer, V3 ,P305

[71] ابو داؤد، السنن، کتاب النکاح، باب فی الرجل یدخل بامراته قبل ان ینقدها شیئا، رقم الحدیث: ۲۱۲۵

Sunan abi dawood, Kitabun Nikah, Hadith#2125

[72] تبیان القرآن ۵۷۶/۲

Tibyan ul Quran,V2,P576

[73] فتح القدیر ۳۰۵/۳

Fathulqadeer, V3 ,P305

[74] سنن ابو داؤد، کتاب النکاح، باب فی الرجل یدخل بامراته قبل ان ینقدها شیئا، رقم الحدیث: ۲۱۲۸

Sunan abi dawood, Kitabun Nikah, Hadith#2128

[75] فتح القدیر ۳۰۵/۳

Fathulqadeer, V3 ,P305

[76] سنن ابو داؤد، کتاب النکاح، باب فی التزویج علی العمل یعمل، رقم الحدیث: ۲۱۱۲

Sunan abi dawood, Kitabun Nikah, Hadith#2128

[77] فتح القدیر ۳۰۵/۳

Fathulqadeer, V3 ,P305

[78] السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب ما یجوز ان یکون مہرا، رقم الحدیث: ۱۴۳۸۶

Alsunanul Kubra,Kitabul Sudaq, Hadith#14386

[79] فتح القدیر ۳۰۵/۳

Fathulqadeer, V3 ,P305

[80] تبیان القرآن ۵۷۷/۲

Tibyan ul Quran,V2,P577

[81] ایضاً ۵۷۷/۲

Ibid: V2,P577

[82] ایضاً ۵۷۷/۲

Ibid: V2,P577

[83] القصص ۲۷:۲۸

Al-Quran:27,28

[84] تبیان القرآن ۷۹۷/۸

Tibyan ul Quran,V8,P797

[85] قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، بیروت: دار الفکر، ۱۴۱۵ھ، ۲۵۲/۱۳

Qurtabi, abu Abdullah Muhammad bin ahmed,Aljamih Li ahkam il Quran,V13,P252

[86] صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ، رقم الحدیث: ۵۰۲۹

Sahih Bukhari, Kitab fazail ul Quran, Hadith#5029

[87] تبیان القرآن ۷۹۷/۸

Tibyan ul Quran,V8,P797

[88] ایضاً ۷۹۷/۸

Ibid: V2,P797

[89] ایضاً ۷۹۷/۸

Ibid: V8,P797

[90] ایضاً ۷۹۸/۸

Ibid: V8,P798

[91] جصاص، ابو بکر احمد، احکام القرآن، لاہور: سہیل اکیڈمی، ۱۴۰۰ء، ۳۴۸/۳

Jasas, Abu baker Ahmed, Ahkamul Quran,V3,P348

[92] اسماعیل حقی، روح البیان، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ، ۵۰۹/۶

Ismail Haqi, Rohul Bayan, V6, P509

[93] النساء ۴: ۴

Al-Quran:4,4

[94] ایضاً ۴: ۲۴

Al-Quran:4,24

[95] ایضاً ۴: ۴

Al-Quran:4, 4

[96] عمادی، ابوالسعود محمد بن محمد، تفسیر ابو السعود، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، ۵ / ۱۲۱

Amadi, Abul saood Muhammad bin Muhammad, Tafseer abul saood,V5,P121

[97] الاحزاب ۳۳: ۴۸

Al-Quran:33, 48

[98] تبیان القرآن ۵۱۳/۹

Tibyan ul Quran,V9,P513

[99] قوجوی، محی الدین محمد، حاشیہ شیخ زادہ علی البیضاوی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ، ۲۴۸/۶

Qojvi, Mohiudin Muhammad, V6,P248

[100] رازی، فخر الدین، تفسیر کبیر، بیروت: داراحیاء التراث العربی، ۱۴۱۵ھ، ۴۰/۴

Razi Fakhrudin,Tafseer Kabir, V4,P40

[101] تبیان القرآن ۵۱۲/۹

Tibyan ul Quran,V9,P512

[102] النساء ۴: ۲۴

Al-Quran:4, 24

[103] تفسیر کبیر ۴۱/۴

Tafseer Kabir, V4,P41

[104] المائدہ ۵: ۵

Al-Quran:5, 5

[105] النساء ۴:۴۸

Al-Quran:4,48

[106] تبیان القرآن ۵۱۲/۹

Tibyan ul Quran,V9,P512

[107] النساء ۴: ۲۱

Al-Quran:4,21

[108] تبیان القرآن ۶۱۶/۲

Tibyan ul Quran,V6,P616

[109] ایضاً ۶۱۶/۲

Ibid: V2,P616

[110] ایضاً ۶۱۶/۲

Ibid: V2,P616

[111] السنن الکبریٰ، کتاب الصداق، باب من اعلق بابا وارخی سترا فقد وجب الصداق وماروی فی معناہ، رقم الحدیث: ۱۴۴۸۴

Alsunanul Kubra,Kitabul Sudaq, Hadith#14484

[112] سمرقندی، ابواللیث نصر، تفسیر سمرقندی، مکہ مکرمہ: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۳ھ، ۳۴۳/۱

Samarqandi,Abul lais Nasar, Tafsir samarqandi,V1,P343